ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-31

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر سید طارق حسین رضوی
شعبہ اردو، جامعہ شاہ عبداللطیف خیرپور
طاہر حسین
پی ایف کالج، لوئر ٹوپہ، مری

اقبال کا ایک مکتوب اور تصوف کے رموز: تفہیم و تجزیہ

Dr. Syed Tariq Hussain Rizvi*
Department of Urdu, Shah Abdul Latif University, Khairpur.
Tahir Hussain
PAF College, Lower Topa, Murree.

***Corresponding Author:** tariq.hussain@salu.edu.pk

Secrets of Sufism in Iqbal's Letter: Understanding and Analysis

This paper explores the mystical elements in Iqbal's letters, particularly their role in understanding Sufi concepts of spiritual guidance and transformation. Letters serve as vital sources in biographical and personality studies, revealing the thoughts, beliefs, and emotional landscape of an individual. Iqbal's letters offer invaluable insights into his personal spiritual journey and philosophical musings, especially in his later years when he had largely ceased reading other books, confining himself to the Quran and Rumi's Masnavi for guidance. One letter, written to Hakim Muhammad Husain Arshi in 1935, stands out as a profound reflection on Sufi ideals, particularly the emphasis on shauq (spiritual longing) as an inner guide. Iqbal presents shauq not only as a driving force but as a mentor in itself, capable of transforming a seeker's inner world and aligning them with divine love. Iqbal's understanding of Sufism emphasizes the importance of a heartfelt connection with God, which

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-31
ماخذ تحقیقی مجلہ

cannot be achieved solely through intellectual pursuits. He critiques modern education systems for severing individuals from the cultural continuity and spiritual heritage that have long been essential for self-realization and moral development. In light of Iqbal’s philosophy, this paper analyzes the letter’s emphasis on nurturing spiritual enthusiasm (shauq) and the transformative power of association with enlightened individuals (suhbat). These concepts, which permeate Iqbal's work, offer timeless guidance for personal development and social cohesion, advocating a life deeply rooted in spiritual warmth and unity with divine purpose.

Key Words: *Iqbal's Letter, Muhammad Hussain Arshi, warmth of passion, importance of companionship, Sufism, spiritual training, divine love, moral training, mentor, self-purification, schools of Iqbal, spiritual insight, Islamic Sufism.*

مکاتیب اپنی نوعیت اور اہمیت کے لحاظ سے شخصی اور سوانحی مطالعات میں بنیادی تحقیقی مآخذ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کسی بھی شخصیت کے مزاج، افکار، نظریات اور میلانات کی تفہیم میں مکاتیب اہم کردار ادا کرتے ہیں۔[۱] مکاتیب فرد کی نجی زندگی کے نہاں گوشوں کو عیاں کرتے ہیں۔ خط، مکتوب نگار اور مکتوب الیہ کے درمیان تو یقیناً رابطے کا ذریعہ ہیں لیکن جب مکاتیب علمی اور ادبی شخصیات کے ہوں تو یہ بات بھی یقینی ہے کہ ان کے ذریعے اہم تاریخی، سوانحی، علمی اور ادبی لوازمہ میسر آجائے، کیوں کہ مکتوب نگار بلا تکلف اور بلا خوف اپنے احساسات، جذبات اور تاثرات تحریر کر دیتا ہے، یوں اس کی حقیقی زندگی کا نقشہ ہمارے سامنے آجاتا ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ دنیا بھر میں شخصی مطالعات میں استناد کے لیے مکاتیب ایک اہم وسیلہ یا مآخذ کے طور پر استعمال میں آتے رہے ہیں۔[۲]

فکرِ اقبال کی تفہیم میں مکاتیبِ اقبال کی اہمیت ناگزیر ہے۔ عمر کے آخری چند برسوں میں اقبال کے خطوط کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ اپنی خرابی صحت کی وجہ سے مطالعہ کتب تقریباً ترک کر چکے تھے۔ یہ بات انھوں حکیم محمد حسین عرشی اور دیگر احباب کے نام خطوط میں تحریر کی ہے۔[۳]

لیکن حکیم محمد حسین عرشی[۴] کے نام ایک خط میں انھوں نے جس جانب اشارہ کیا ہے وہ اس بات کا متقاضی معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس خط کا فکرِ اقبال کی روشنی میں جائزہ لیں اور اس خط میں پوشیدہ رموزِ تصوف اور تعمیرِ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-31
ماخذ تحقیقی مجلہ

سیرت کے اہم نقوش پر غور کریں۔ اقبال نے ۲۹ مارچ ۱۹۳۵ء کو حکیم محمد حسین عرشی صاحب کو یہ خط لکھا تھا، جو "مکتوبات اقبال" کی چوتھی جلد میں شامل ہے، یہاں وہ خط پیش کیا جاتا ہے،

"لاہور،

۱۹ مارچ ۱۹۳۵

جناب عرشی صاحب،

السلام علیکم،

آپ کا خط ابھی ملا ہے، میری صحتِ عامہ تو بہت بہتر ہو گئی ہے مگر آواز پر ابھی خاطر خواہ اثر نہیں ہوا۔ علاج برقی ایک سال تک جاری رہے گا، دو ماہ کے وقفے کے بعد پھر بھوپال جانا ہو گا۔

آپ اسلام اور اس کے حقائق کے لذت آشنا ہیں۔ مثنوی رومی کے پڑھنے سے اگر قلب میں گرمئ شوق پیدا ہو جائے تو اور کیا چاہئے۔ شوق خود مرشد ہے، میں ایک مدت سے مطالعۂ کتب ترک کر چکا ہوں۔ اگر کبھی کچھ پڑھتا ہوں تو صرف قرآن یا مثنوی رومی۔ افسوس ہے ہم اچھے زمانے میں پیدا نہ ہوئے۔

کیا غضب ہے کہ اس زمانے میں
ایک بھی صاحبِ سرور نہیں

بہر حال قرآن اور مثنوی کا مطالعہ جاری رکھیے۔ مجھ سے بھی کبھی کبھی ملتے رہئے۔ اس واسطے نہیں کہ میں آپ کو کچھ سکھا سکتا ہوں بلکہ اس واسطے کہ ایک ہی قسم کا شوق رکھنے والوں کی صحبت بعض دفعہ ایسے نتائج پیدا کر جاتی ہے جو کسی کے خواب و خیال میں بھی نہیں ہوتے۔ یہ زندگی کے پوشیدہ اسرار میں سے ہے، جن کو جاننے والے مسلمانانِ ہند کی بد نصیبی سے اب اس ملک میں پیدا نہیں ہوتے۔ "زیادہ کیا عرض کروں۔

محمد اقبال۔"(۵)

اقبال کا یہ ایک ایسا خط ہے جس میں تصوف کے سارے اسرار و رموز موجود ہیں، قلب میں گرمی و ذوق کے پیدا ہونے پر زور دینا، اس ذوق شوق اور محبوب کے لئے اضطراب کو مرشد کے مترادف قرار دینا، قرآن اور

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-31
ماخذ تحقیقی مجلہ

مثنوی کے مطالعہ کی اہمیت کو اجاگر کرنا، صحبت کے ذریعے زندگی کے پوشیدہ اسرار سے آشنا ہونا اور اپنے دور کی اس بدنصیبی پر دکھ و اذیت کا اظہار کرنا کہ اب مسلمانانِ ہند میں صحبت کے ان اثرات کو سمجھنے والے پیدا نہیں ہوتے۔ یہ ساری چیزیں ایسی ہیں جو اللہ کی محبت کا راز دان فرد ہی بیان کر سکتا ہے۔

گرمیٔ شوق جس کا اقبال نے خط میں ذکر کیا ہے، یہ ایسی چیز ہے جو تصوف کی روح ہے، جسے عقلیت کی مدد سے سمجھا نہیں جا سکتا، بدقسمتی سے جدید انسان کی گرمیٔ شوق کی حس بُری طرح متاثر ہو چکی ہے، اللہ سے محبت اور نفس پرست قوتوں کو مطیع کرنے کا سارا سفر گرمیٔ شوق سے ہی طے ہوتا ہے، اس لئے تصوف میں اسے فیصلہ کن اہمیت حاصل ہے، طالب کو راہ محبت و سلوک میں چلتے ہوئے اس بات کا مسلسل اہتمام کرنا پڑتا ہے کہ گرمیٔ شوق سرد نہ ہونے پائے، ورنہ طالب کا سفر رک جائے گا اور وہ منزل تک پہنچنے سے رہ جائے گا۔

منزل کیا ہے؟ منزل ہے روحانی قوت کو نفس پرستی کی قوتوں پر غالب کرکے، اسلامی شریعت پر صدق دلی سے عمل پیرا ہونا اور باطن کی پاکیزگی و صفائی سے دل کی صلاحیتوں کو بیدار کرنا۔ باطن کی پاکیزگی کا عمل ہوگا تو قرآن و حدیث کی روح دل میں اترتی جائے گی، گرمیٔ شوق مرشد ہوتا ہے کا مطلب یہ ہے کہ یہ گرمیٔ شوق ہی ہے، جو طالب کو مجاہدوں پر اکسا کر نفس کو مہذب بنانے اور اللہ تک پہنچانے کا ذریعہ بنتی ہے۔ اب ہم کلامِ اقبال کی روشنی میں مذکورہ خط کی تفہیم کی کوشش کرتے ہیں تاکہ بہتر انداز میں ان نکات کو سمجھا جا سکے۔

دیں مجو اندر کتب اے بے خبر علم و حکمت از کتب، دیں از نظر [٦]

یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ اقبال نے دین اور علم کے درمیان فرق کو کس انداز میں واضح کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ دین کو صرف کتابوں میں تلاش کرنا بے خبری ہے۔ علم و حکمت تو کتابوں سے حاصل ہو سکتے ہیں، لیکن دین کی اصل روح نظر سے، یعنی تجربے اور صحبت سے حاصل ہوتی ہے۔ اقبال کا مقصد یہ ہے کہ صرف کتابی علم کافی نہیں، بلکہ دین کی اصل فہم اور روحانی بیداری کے لیے کسی کامل شخصیت کی صحبت اور عملی تجربے کی ضرورت ہوتی ہے۔ دین کی سچائی اور روحانیت کو جاننے کے لیے ایک ایسی رہنمائی اور تربیت ضروری ہے جو دل کی گہرائیوں تک پہنچتی ہو، اور اس کا ذریعہ اہل دل کی صحبت ہی بن سکتی ہے۔

اقبال جب اپنے خط میں یہ کہتے ہیں کہ بدنصیبی سے صحبت کے ذریعے زندگی میں پیدا ہونے والی تبدیلی کی نوعیت کو سمجھنے والے لوگ اب ہندوستان میں پیدا نہیں ہوتے تو اس وقت اقبال کے سامنے امت کا تاریخی تسلسل ہوتا ہے کہ ہر دور میں کتاب کے ساتھ ساتھ شخصیت پُشت پر رہی ہے، غزالی جیسی شخصیت نے جب تک صوفیا کی زیر

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-31
ماخذ تحقیقی مجلہ

صحبت مجاہدوں سے کام نہیں لیا، تب تک وہ غزالی نہ بن سکے، مولانا رومی نے جب شمس تبریز کی صحبت اختیار کر کے ان سے اکتساب فیض کیا، تو اس کے بعد ہی وہ رومی بن سکے، وہ شمس تبریز کو اپنا مرشد قرار دیتے ہیں اور صدیوں سے ان کا کلام افرادِ امت میں گرمیٔ شوق پیدا کرنے کا ذریعہ بن رہا ہے۔ اسرارِ خودی میں " اندر میر نجات نقشبند المعروف بہ بابائے صحرائی کہ برائے مسلمانان ہندوستان رقم فرمودہ است" کے زیرِ عنوان اقبال مولانا رومی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

بر زمین برقِ نگاہ او فتاد	خاک از سوز دم او شعلہ زاد (۷)

اس سے مراد یہ کہ شمس تبریز کی برقی نگاہ ان کے دل کی زمین پر پڑی تو ان کی خاک آپ کے سوز سے شعلہ بن گئی۔ حضرت شیخ احمد سرہندی جن سے اللہ کو تجدید احیائے دین کا بڑا کام لینا تھا، انہیں حضرت باقی باللہ کی صحبت میں پہنچا دیا اور ان کے فیوض و برکات سے بہرہ ور کر کے، غیر معمولی ایمانی اور روحانی قوتوں سے نوازا، اب جب صحبت کے اس تسلسل سے انکار کی روش غالب ہے تو افراد کا دل اور روح خالی ڈھانچے کا نام بن گئے ہیں، جو مادی دنیا سے اوپر اُٹھ کر پاکیزہ اور مہذبانہ زندگی گزارنے کی صلاحیتوں سے محروم ہیں۔ اقبال امت کے اس پورے تاریخی پس منظر میں مذکورہ بات فرمارہے ہیں۔" رموزِ خودی" کے چند اشعار اس حوالے سے لائق توجہ ہیں۔

دیدہ او می کشد لب جان دمد	تا دوئی میر دیکی پیدا شود
رشتہ اش کو بر فلک دارد سری	پارہ ہای زندگی راہمگری
تازہ انداز نظر پیدا کند	گلستان در دشت و در پیدا کند
از تف او ملتی مثل سپند	بر جہد شور افگن و ہنگامہ بند
یک شر ر می افکند اندر دلش	شعلہ ی در گیر می گردد گلش
نقش پایش خاک را بینا کند	ذرہ را چشمک زن سینا کند (۸)

اقبال کے ان اشعار میں ہم صاحب دل کی شخصیت میں روحانی اور تربیتی اثرات کا مشاہدہ کرسکتے ہیں۔
اقبال کی نظر میں صاحب دل میں ایسی تاثیر ہوتی ہے جو لوگوں میں جذب و کشش پیدا کرتی ہے اور ان میں زندگی کا نیا جوش بھر دیتی ہے۔ اس کے اقوال و افعال انسانوں کے درمیان اتحاد اور یگانگی کا باعث بنتے ہیں، جس سے دوئی اور بیگانگی کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اقبال صاحبِ نظر کو ایسے انسان کے طور پر بیان کرتے ہیں جس کا تعلق عالم بالا سے ہوتا ہے، اور وہ مختلف اجزاء کو ایک مکمل اور مربوط زندگی میں تبدیل کر دیتا ہے۔ یہ روحانی اثرات اس حد تک پہنچتے ہیں کہ

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-31

ماخذ تحقیقی مجلہ

صاحب دل کی نگاہ سے خشک و بنجر زمین بھی گل و گلزار بن جاتی ہے، جہاں خوشبو، رنگت، اور پیداوار کی بھرپور فراوانی ہوتی ہے۔

مزید بر آں، اقبال حرمل کے دانے کی مثال دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ صاحب دل کی حرارت پوری قوم میں جوش و خروش پیدا کر دیتی ہے، جس سے قوم خدا کی راہ میں سرگرم عمل ہو جاتی ہے۔ اس کی ایک چنگاری قوم کے دل میں ایسا شعلہ پیدا کرتی ہے جو انہیں مقصد کے حصول کے لیے مضطرب اور متحرک کر دیتی ہے۔ آخر میں، صاحب دل کی تاثیر کو اس حد تک بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے قدموں کی خاک میں بھی بصیرت پیدا ہو جاتی ہے، اور وہ ذرہ جو عام نظر میں بے وقعت ہے، اسے بھی تجلیات سے معمور کر دیتا ہے۔

اقبال نے مرشد کا لفظ استعمال کیا ہے، اس کی مزید تشریح کی ضرورت ہے، مرشد، پیر، بزرگ، اہل اللہ، صاحب دل اور صاحب نظر شخصیت، مربی، مزکی، روحانی استاد وغیرہ یہ سب ایک ہی نام کی مختلف شکلیں ہیں، موجودہ دور میں مرشد اور پیر کا نام آتے ہی وہ گدی نشیں سامنے آنے لگتا ہے، جو مالدارانہ طرز زندگی کا نمونہ ہوتا ہے، جس سے ملنا مشکل ہوتا ہے، جو یا تو نسلی طور پر بزرگوں کے وراثتی سلسلے کے وارث ہیں یا کچھ مشقوں اور نظر کو ایک نکتے پر مرکوز رکھنے کی مہارت کی وجہ سے بزرگ بن گئے ہیں، اس طرح کی بزرگی کو خوبصورت الفاظ میں ہم تبرک ہی کہہ سکتے ہیں، ان سے حقیقی روحانی فیض نہیں مل سکتا، اس کا تزکیہ نفس سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے، البتہ ان سے عقیدت و محبت رکھنے سے وقتی طور پر کچھ کیفیات حاصل ہو سکتی ہیں۔ ان سے وابستگی کے نتیجے میں زندگی کی پاکیزہ خطوط پر تشکیل کا کام نہیں ہو سکتا۔

بزرگوں کے حقیقی وارث تو وہ ہوتے ہیں، جو ان کی صحبت کے زیر اثر ذکر و فکر کے مجاہدوں کے ذریعے نفس کی قوتوں کو پامال کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں، اس طرح کے افراد ہی کو خلافت (بزرگی) کی مسند پر فائز کیا جاتا رہا ہے۔

اگر کوئی شعیب آئے میسر   شبانی سے کلیمی دو قدم ہے [۹]

حقیقی مرشد وہ ہوتا ہے، جو اللہ کے عشق و محبت کے جذبات سے سرشار ہوتا ہے، جو دل سے دنیا کی محبت کو نکال چکا ہوتا ہے، جس کی زندگی دنیا سے بے نیازی اور سادگی کا نمونہ ہوتی ہے، جو اپنے ساتھ وابستہ افراد میں اللہ کی محبت کا ذوق و شوق پیدا کر کے، انہیں راہ محبت میں چلاتا ہے، وہ ان صحبت نشینوں کے اندر وہ صفات اور خصوصیات پیدا کرنے کا ذریعہ بنتا ہے، جو ایک پاکیزہ انسان اور پاکیزہ مسلمان کی خصوصیات ہوتی ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-31

ماخذ تحقیقی مجلہ

جلا سکتی ہے شمعِ کُشتہ کو موجِ نفس ان کی　　　　الٰہی، کیا چھپا ہوتا اہلِ دل کے سینوں میں
تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی　　　　نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ　　　　یدِ بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں
ترستی ہے نگاہِ نارسا جس کے نظارے کو　　　　وہ رونق انجمن کی ہے انہیں خلوت گزینوں میں (۱۰)

اقبال نے اہل دل کی عظمت کو بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ان کے سینے میں وہ طاقت اور حرارت ہے جو بجھی ہوئی شمع کو دوبارہ روشن کر سکتی ہے، یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو مایوسی اور تاریکی میں امید کی روشنی پیدا کر سکتے ہیں۔

اقبال کہتے ہیں کہ اگر تمہارے دل میں حقیقی درد اور احساس پیدا کرنے کی تمنا ہے تو فقیروں کی خدمت کرو۔ یہ دل کا گوہر، یہ حقیقی احساس، بادشاہوں کے خزینوں میں نہیں مل سکتا بلکہ اس کی قیمت فقیروں اور اہل دل کی خدمت یعنی ان کی صحبتِ صالح سے حاصل ہوتی ہے۔ یہاں فقیروں سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ کی محبت میں فنا ہو چکے ہیں اور دنیاوی خواہشات سے بے نیاز ہیں۔ ان درویشوں یا خرقہ پوشوں کی حقیقت کو معمولی نہ سمجھو۔ اگر تم ان کا قرب حاصل کرو گے تو تمہیں معلوم ہو گا کہ وہ یدِ بیضا، یعنی کرامات اور اللہ کی عطا کی ہوئی طاقتیں، اپنی آستینوں میں چھپائے بیٹھے ہیں۔ ان کی سادگی کے پیچھے بڑی عظمت اور روحانی قوت پوشیدہ ہے۔ جس رونق اور عظمت کی ناقابل رسائی نگاہیں آرزومند ہیں، وہ دراصل ان خلوت نشینوں، یعنی درویشوں اور صوفیوں، میں پائی جاتی ہے۔ وہ اپنی تنہائی اور گوشہ نشینی میں وہ طاقت اور روشنی رکھتے ہیں جو کسی بھی محفل کی رونق بن سکتی ہے۔ ان کی تنہائی میں وہ جمال اور روحانیت چھپی ہوئی ہے جسے عام انسان نہیں دیکھ سکتے۔

یعنی اقبال کی نظر میں مرشد وہ ہوتا ہے جو نفس پرستی کی قوتوں اور اللہ کی راہ سے آشنا ہوتا ہے، وہ حقیقی طالبوں کو نفس شناسی اور اللہ شناسی کی راہ پر اس طرح گامزن کرتا ہے کہ طالب رفتہ رفتہ نفس کے مکر و فریب کی ہزارہا وارداتوں سے نہ صرف آشنا ہونے لگتا ہے، بلکہ وہ نفس کی ان قوتوں کو (مات دینے) یعنی شکست دینے اور اپنی زندگی کو بڑی حد تک اسلامی شریعت سے ہمہ آہنگ بنانے میں کامیاب ہوتا ہے۔ مرشد کا یہی وہ کردار ہے جو اس نے ملت کی ساری تاریخ اور ہر دور میں سرانجام دیا ہے۔

گرمیٔ ذوق و شوق، حرارت، محبوب کے لئے والہانہ پن اور بے قراری یہ ساری چیزیں ایسی ہیں، جو عام طور سے اپنے طور پر پیدا نہیں ہوتی، بلکہ یہ چیزیں صاحب دل شخصیت (جو اللہ کی محبت سے سرشار ہوتی ہے) اس کی صحبت سے پیدا ہوتی ہیں۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-31

ماخذ تحقیقی مجلہ

ندانی تا نباشی محرمِ مرد　　　　که دلہا زندہ گردد از دمِ مرد[۱۱]

اقبال فرماتے ہیں کہ انسان کو صاحب دل (کامل مرد) کی صحبت اور اس کی تاثیر کا علم اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک وہ خود اس مردِ کامل کا محرم نہ بن جائے۔ یعنی کسی اہل دل کی صحبت اور تعلق کے بغیر اس کی روحانی تاثیر کو سمجھنا ممکن نہیں۔ اقبال مزید کہتے ہیں کہ مردِ کامل کی صحبت سے دل زندہ ہو جاتے ہیں، یعنی اس کی صحبت انسان میں روحانی بیداری اور جوش پیدا کرتی ہے۔

اقبال کے مطابق، اہلِ دل کی صحبت میں ہی وہ روحانی حرارت اور زندگی کی تازگی حاصل ہوتی ہے جس سے انسان کے دل کی حالت بدلتی ہے اور اس میں حقیقی زندگی کا جوہر آتا ہے۔ یہ صحبت انسان کی روحانی بیداری، تزکیۂ نفس اور دین کے حقیقی فہم کا ذریعہ بنتی ہے۔

اقبال کی نظر میں صحبت سے زندگی میں وہ تبدیلی آتی ہے اور وہ نتائج پیدا ہوتے ہیں جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتے۔ صحبت دراصل زندگی کی پاکیزہ خطوط پر تشکیل کا کردار ادا کرتی ہے، اس لئے صحبت کا کوئی بدل ہی نہیں ہے، اقبال کے دور میں تو پھر بھی صحبت کا ایک حد تک اہتمام موجود تھا اور اس کی اہمیت کا بھی کسی حد تک احساس تھا، لیکن اقبال کو جس طبقے سے شکایت تھی کہ وہ صحبت کی اہمیت سے ناآشنائی کی وجہ سے کردار کی رونق کے بحران سے دوچار ہے وہ انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ ہے، انگریزی تعلیم یافتہ طبقے کی اُس وقت بھی یہی حالت تھی کہ اپنے تہذیبی تاریخی تسلسل سے ناآشنا اور اس سے محروم تھا تو موجودہ دور میں تو اس کی محرومی قابل رحم حد تک پہنچ چکی ہے۔ دراصل یہ نتیجہ ہے مغربی نظام تعلیم کا، یہ نظام تعلیم دل کی حسوں کو دبا کر عقلیت کو تیز کرتا ہے، اور ہر چیز کو عقلیت کی بنیادوں پر پرکھنے لگتا ہے۔

اہلِ دانش عام ہیں، کمیاب ہیں اہلِ نظر　　　　کیا تعجب ہے کہ خالی رہ گیا تیرا ایاغ[۱۲]

اقبال علم اور بصیرت کے فرق کو بیان کر رہے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اہلِ دانش، یعنی صرف علم رکھنے والے افراد تو عام ہیں، لیکن اہلِ نظر، یعنی بصیرت اور دور اندیشی رکھنے والے لوگ بہت کمیاب ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمہارا پیمانہ خالی رہ گیا ہے، کیونکہ تم نے صرف ظاہر پر نظر رکھی اور علم کو کتابی حد تک محدود رکھا، جبکہ بصیرت اور دل کی گہرائیوں کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔

دل بینا بھی کر خدا سے طلب　آنکھ کا نور، دل کا نور نہیں[۱۳]

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-31
ماخذ تحقیقی مجلہ

اقبال یہاں دل کی بصیرت (دل بینا) کی بات کر رہے ہیں، جو صرف خدا کی طلب سے حاصل ہوتی ہے۔ آنکھ کا نور تو ظاہری چیزیں دیکھنے کے لیے ہے، لیکن دل کا نور روحانی بصیرت اور سچائی کا ادراک عطا کرتا ہے۔ اقبال کی نظر میں اہلِ نظر، یعنی وہ لوگ جو علم کے ساتھ بصیرت رکھتے ہیں اور دل کی گہرائیوں سے سچائی کو سمجھتے ہیں، حقیقی رہنما ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو انسانیت کی درست رہنمائی کر سکتے ہیں اور معاشرتی بیداری کا باعث بن سکتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے تاریخی تہذیبی تسلسل کی نوعیت ایسی ہے، جہاں چیزوں کو عقلی پیمانوں پر ناپنا نادانی ہے، یہ تسلسل بزرگوں سے روحانی طور پر وراثتہً حاصل ہوتا ہے، یعنی یہ تاریخی تسلسل نسل در نسل مجاہدوں کے حامل افراد میں منتقل ہوتا رہتا ہے، لیکن چونکہ مغربی نظام تعلیم کی بنیاد میں یہ چیز شامل تھی کہ مسلمانوں کا رشتہ ان کے تاریخی تہذیبی تسلسل سے توڑ کر جدیدیت اور عقلیت پرستی سے ان کا ناتہ مستحکم کیا جائے، اس لئے ہندوستان میں انگریزی نظام تعلیم کے رائج ہونے کے فوراً بعد سے جو نسلیں تیار ہونا شروع ہوئیں، وہ جدیدیت سے مرعوب رہیں، جن کی نظر میں ہر وہ چیز جو سمجھ میں نہ آئے، اس کا انکار کیا جائے، چاہے اس کی کتنی ہی مسلمہ اہمیت کیوں نہ ہو اور ملت میں صدیوں سے اسے سرمایہ کی حیثیت کیوں نہ حاصل ہوا۔

شوق رکھنے والوں کی صحبت سے زندگی میں ایسی تبدیلیاں رونما ہو سکتی ہیں جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوں۔ صحبت دراصل زندگی کی پاکیزہ خطوط پر تشکیل کا ذریعہ بنتی ہے، اور اس کا کوئی بدل نہیں۔ اقبال کے نزدیک یہ وہ راستہ ہے جس کے ذریعے انسان اپنے نفس کو پاکیزہ بنا کر، اللہ کی محبت کی راہ پر چل سکتا ہے اور اپنی زندگی کو اسلامی شریعت کے مطابق گزار سکتا ہے۔

اقبال کے خط میں گرمیٔ شوق کو مرشد قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ یہ شوق ہی انسان کو راہِ محبت و سلوک میں چلنے کی تحریک دیتا ہے۔ اقبال کی نظر میں صحبت اور گرمیٔ شوق کی اہمیت انسان کی روحانی تربیت اور باطن کی پاکیزگی کے لیے ناگزیر ہے، اور یہ ایسی چیزیں ہیں جو کسی کامل کی صحبت کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتیں۔

اقبال کے مذکورہ خط اور ان کی فکر سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ گرمیٔ شوق اور اہل دل کی صحبت انسان کی روحانی بیداری، تزکیۂ نفس، اور باطنی تطہیر کے لیے لازمی عناصر ہیں۔ اقبال نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں بھی ان اقدار پر زور دیا، اور اس بات کی نشاندہی کی کہ شوق خود مرشد ہے جو انسان کو راہِ سلوک پر گامزن رکھتا ہے۔ انہوں نے قرآن اور مثنوی کے مطالعے کی اہمیت اور صحبت کی برکتوں پر روشنی ڈالی، جو انسان کی روحانی تربیت اور اس کی زندگی میں وحدت و یگانگت کا باعث بنتی ہیں۔ اقبال کے نزدیک، صحبت کے ذریعے انسان اپنے اندر وہ حرارت

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-31

ماخذ تحقیقی مجلہ

پیدا کر سکتا ہے جو اسے مادی دنیا سے بالاتر کر کے اللہ کی محبت اور شریعت کی راہ پر لے جاتی ہے۔ اس لیے، اقبال کی تعلیمات ہمیں یاد دلاتی ہیں کہ ہمیں اپنے دل میں گرمیٔ شوق کو زندہ رکھنا چاہیے اور اہل دل کی صحبت کو اختیار کرنا چاہیے تاکہ ہماری زندگیوں میں روحانی بیداری اور مقصدیت پیدا ہو سکے۔

حوالہ جات

۱۔ تبسم، شاداب، اردو مکتوب نگاری، ص ۲۷

۲۔ فاروقی، ڈاکٹر خواجہ احمد، مکتوباتِ اردو کا ادبی و تاریخی ارتقا، ص ۶

۳۔ اقبال، علامہ محمد، مکتوب بہ نام، اکبر شاہ نجیب آبادی، ص ۱۰۶

۴۔ حکیم محمد حسین عرشی، (۱۸۹۳ تا ۱۹۸۵) امرتسر میں پیدا ہوئے۔ معروف ادیب، شاعر حکیم، اور مدیر۔ شاعری میں حکیم فیروز الدین فیروز کے شاگرد رہے۔ انہی سے عربی صرف و نحو، فارسی، اور ادب کی تعلیم بھی حاصل کی۔ مختلف علمائے سے طب، تفسیر القرآن اور عربی ادب کی تعلیم بھی حاصلی کی۔ چند برس زیورات سازی کے فن سے منسلک رہے بعد میں حکمت بھی کی۔ قیامِ پاکستان کے بعد پہلے کراچی اور لاہور میں مقیم رہے اور آخر میں راولپنڈی میں مستقل قیام کیا اور وہیں ۴ جون ۱۹۸۵ کو انتقال ہوا۔ امرتسر میں ماہ نامہ ' البیان' اور ' البلاغ' کی ادارت کی، روزنامہ ' وکیل' کے نائب مدیر بھی رہے۔ راولپنڈی سا شایع ہونے والے ماہ نامہ ' فیض الاسلام' کی ۳۰ برس تک ادارت کی۔ اردو فارسی، ہندی اور پنجابی میں شعر کہنے میں مہارت رکھتے تھے۔ " نقش ہائے رنگ رنگ' فارسی اور ' رسوا کیا مجھے' اردو مجموعہ کلام ہیں۔ عرشی علامہ اقبال کے شیدائی تھے۔ ان سے ملاقاتیں اور خط و کتابت رہی۔ اقبالیات پر ان کی دو کتابیں ' نقوشِ اقبال اور اقبال کی پیش گوئیاں' ہیں۔ جب کہ نثر میں ان کی تصانیف ہیں، ۱۔ ملتِ ابراہیم خلیل، ۲۔ تحقیق قربانی، ۳۔ ترجمہ مقدمہ حیاتِ محمدؐ از قاہرہ، محمد حسین ہیکل، ۴۔ علومِ اسلام اور انکارِ حجتِ حدیث۔ ۵۔ مسیحت کی آغوش میں۔ ۶۔ قرآن سے قرآن تک۔ ۷۔ شرح مثنوی مولانا روم۔ (بہ حوالہ۔ کلیاتِ مکتوباتِ اقبال، جلد دوم، ص ۹۴۸، ۹۴۹)

۵۔ اقبال، علامہ محمد، مکتوب بہ نام حکیم محمد حسین عرشی،، ص ۱۰۶

۶۔ اقبال، ڈاکٹر محمد، مثنوی پس چہ باید کرد، کلیاتِ فارسی، مکتبہ دانیال لاہور، ص ۱۰۸۸

۷۔ اقبال، ڈاکٹر محمد، اسرارِ خودی، کلیاتِ فارسی، مکتبہ دانیال، لاہور، ص ۱۴۴

۸۔ اقبال، ڈاکٹر محمد، رموزِ خودی، کلیاتِ فارسی، مکتبہ دانیال لاہور، ص ۱۹۲

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-31
ماخذ تحقیقی مجلہ

۹۔ بالِ جبریل۔ ۳۸۰

۱۰۔ اقبال، علامہ محمد، بانگِ درا، کلیاتِ اقبال اردو، سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور ۲۰۰۷، ص ۱۰۴

۱۱۔ اقبال، علامہ محمد، ارمغانِ حجاز، کلیاتِ اقبال فارسی، مکتبہ دانیال، لاہور، ص ۱۲۲۶

۱۲۔ اقبال، علامہ محمد، ضربِ کلیم، کلیاتِ اقبال اردو، سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور ۲۰۰۷، ص، ۵۴۱

۱۳۔ بالِ جبرئیل، ص ۱۹۳